اِک حسابی محبت

www.m-saleemdada.com

آج کل بہت سی رومانوی کہانیوں میں عورت کے بے باکانہ انداز نے جگہ بنا لی ہے جو افسوسناک بات ہے۔ مشکل یہ ہے کہ دنیا کے موجودہ حالات اسی انداز کے ایسے موافق ہیں کہ اب اسکی درستگی بھی مشکل معلوم ہوتی ہے۔ میری اس مختصر کہانی کی رَو تیز ہے جسمیں میری ان شاء اللہ یہ کوشش رہے گی کہ ایسی کوئی کوتاہی نہ ہو جو کہیں اسی انداز سے قریب معلوم ہو؛ نوٹ کریں کہ اسلام جذبات کو دبانے کے بجائے انہیں مناسب اظہار کا راستہ دیتا ہے سو اسی لئے میں یہاں اپنی اس کاوش کو پیش کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کہانی کے بیان میں میری مدد کرے۔ آمین

رات کا آخری پہر تھا کہ جب سارا جہاں بے خبر سو رہا تھا لیکن سارہ نعیم اس خاموشی میں جاگ رہی تھی۔ اسکا دو کمرے کا گھر جو اس عمارت میں ground floor کا اپارٹمینٹ تھا، ایک الگ شناخت رکھتا تھا۔ دو طرفہ راہداری کے باوجود چھوٹا تو تھا لیکن اسوقت وہاں رہنے والے تین افراد یعنی وہ خود، اسکی سوتیلی بہن اور اسکی سوتیلی امّی کیلئے کشادہ تھا۔ وہ اسکے بابا کو کچھ برس پہلے اچھے وقت میں مناسب قیمت پر مل گیا تھا اورگو عمارت میں داخلے کا گیٹ بڑے روڈ کی طرف تھا لیکن اس گھر کے داخلے کا دروازہ برابر کی بند گلی میں کُھلتا تھا جسکے آخر میں ایک نالہ بہتا تھا۔ گلی میں دروازے کے سامنے بچّوں کا اسکول تھا جبکہ دائیں طرف وہ بڑا روڈ تھا؛ نالے کی طرف، بالکل بند سوائے داخلے کے دروازے کے، ایک احاطہ تھا۔

وہ اداس احاطہ کئی سال سے ایسے ہی خالی پڑا تھا جسکی وجوہات میں یہ بات بھی شامل تھی کہ وہاں پانی کی فراہمی اور نکاس کا کوئی انتظام نہ تھا گو کہ بجلی کا کنکشن ہنوز موجود تھا۔ وہ مسجد کے بڑے مفتی صاحب کی ملکیت میں تھا اور کبھی کبھی انکے جان پہچان والے افراد آ کر وہاں ٹہر جاتے تھے گو کہ دو یا تین دن سے زیادہ نہ رکتے تھے۔ بہرحال مفتی صاحب کی کوشش کے باوجود اسکی فروخت کے امکانات کم تھے۔ ابھی چھ ہفتے پہلے تک سارہ کے گھر میں زندگی کس قدر پرسکون تھی لیکن پھر اسکے بابا کے اچانک انتقال نے حالات کو بہت ہی بدل دیا تھا۔ لیکن شاید وہ ایسا اچانک بھی نہ تھا کیونکہ انکی وفات سے کچھ پہلے ہی انہیں ایک بڑے صدمے سے دو چار ہونا پڑا تھا۔

یہ صدمہ کسی اور کی طرف سے نہیں بلکہ اسکے منگیتر کی طرف سے واقع ہوا تھا جو انکا business partner بھی تھا۔ اسکے دھوکے نے انہیں ایک بڑے مالی نقصان سے دو چار کر دیا تھا جسکی وجہ سے انہیں اپنے کام کو محدود کرنا پڑا تھا۔ گو کہ وہ خوبرو فرد تھا لیکن کردار کے اعتبار سے اس نے اپنے آپ کو بہت کمتر ثابت کیا تھا۔ یہ دھوکہ اسکے اپنے ساتھ بھی ہوا تھا کیونکہ اس نے ذہنی طور پر اپنی اس نسبت کو قبول کر لیا تھا اور باوجود اس بات کے کہ وہ اب اسکی زندگی سے بہت دور جا چکا تھا، اسکے اوپر عمومی اعتبار سے مرد کا ایک بہت منفی اثر واقع ہوا تھا۔ بابا کی انتہائی کوشش کی بنا پر اس وقت بھی گھر پر کسی قسم کا کوئی قرض واقع نہ ہوا تھا اور وہاں زندگی اپنی ایک ڈگر ہی پر رہی تھی۔

لیکن اب انکے بعد حالات بہت مشکل ہوتے جا رہے تھے اور سارہ اعصاب کی مضبوطی کے باوجود اس رات کی تنہائی میں بہت مضطرب تھی۔ اب تو گھر کا ضروری ماہانہ راشن بھی ختم ہوا چاہتا تھا جبکہ امّی کی دواؤں کا ماہانہ خرچ بھی ۳۶۰۰ روپے سے کم نہ تھا۔ اسکے account میں معمولی رقم رہ گئی تھی اور گو اسکی تربیت ایسی تھی کہ زندگی ضرورت برگزاری جائے لیکن اسکے لئے بھی وسائل درکار تھے۔ پھر ایک اعتبار سے اس گھر کا معاملہ عجیب تھا کہ سارہ کے بابا کی طرف کے رشتےدار بھی ان سے دور تھے اور اسکی سوتیلی امّی کے قرابتداروں سے بھی انکا تعلّق نہ تھا۔ دراصل بابانے خاندان سے باہر نکاح کر کے رشتے داروں کو ناراض کیا تھا اور اسکی امّی کا میکہ انکے شہر سے بہت دور واقع تھا۔

وہ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم سے بھی بہرہ ور تھی اور math میں خاص صلاحیت کی حامل تھی سو، اس امر کے باوجود کہ اس نے اپنی زندگی کو گھر تک محدود رکھا تھا، حالات کے دباؤ کی وجہ سے وہ کچھ دن پہلے سامنے کے اسکول میں job کے حصول کیلئے کوشش کر چکی تھی۔ اسکی قابلیت کے اعتراف کے باوجود وہاں میڈم نے تین مہینے کے بعد اسے job دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن بوجوہ اسکا ایفا اسے مشکل معلوم ہو رہا تھا۔ اسے مزید افسوس یہ تھا کہ جب وہ اپنی عزیز ترین سہیلی، جو ایک متمول گھرانے کی فرد تھی، کے یہاں ملاقات کیلئے گئی تھی تو اس نے بغیر اس سمت میں کسی ذکر کے، یہ کہہ دیا تھا کہ اسکے حالات اجازت نہیں دیتے کہ وہ مالی اعتبار سے کسی کے کوئی کام آ سکے۔

اپنے طبعی ردِّعمل پر قابو رکھتے ہوئے اس نے صرف اتنا کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، اسے کسی احسان کی ضرورت نہیں ہے لیکن اس بے وقت کی بات پر وہ جلد وہاں سے لَوٹ آئی۔ وہ بخوبی جانتی تھی کہ ہر وقت اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجّہ رکھنا ہی زندگی کا صحیح مفہوم ہے سو وہ کچھ عرصے سے اس سے بہتری کی دعا کر رہی تھی۔ وہ جمعے کی اس رات میں خاص یہی ارادہ لے کر جاگی تھی کہ اس قبولیت کے وقت میں اسے پکارے گی۔ اسکے جاگنے سے کسی کو پریشانی نہ تھی کیونکہ اسکا کمرہ دوسرے کمرے کے برابر ہونے کے باوجود داخلے کے دروازے کی راہداری میں بند احاطے سے متّصل تھا۔ اسکے مکان کی راہداریاں زمین پرانگریزی حرف L۔ کی صورت میں تھیں اور دوسرا کمرہ دوسری راہداری میں کُھلتا تھا۔

سارہ فجر کی نماز کے بعد اس ارادے سے سوئی کہ آج وہ جلد ہی جاگ جائے گی اور قریب کے کسی دوسرے اسکول میں قسمت آزمائے گی۔ اسے علم تھا کہ دعا کے ساتھ اسے ممکن حد تک اپنی کوشش بھی کرنی ہے لیکن اسکے اٹھنے کے وقت سے پہلے ہی کسی شور نے اسے جگا دیا کہ جو پڑوس کے احاطے سے بلند ہو رہا تھا۔ ایک ہنگامہ سا تھا جیسے کچھ سامان گھسیٹا جا رہا ہو اور انکی setting کیلئے کچھ آوازیں بھی سنائی دیتی تھیں۔ اس بے جا مداخلت پر اسے پریشانی تو ہوئی لیکن اب نیند کا پورا کرنا ممکن نہ تھا جبکہ اسے آج اپنے گھر کیلئے کسی انتظام کی کوشش بھی کرنی تھی۔ اپنی تیاری مکمّل کر کے اس نے امّی سے روانگی کی اجازت لی ہی تھی کہ دروازے کی گھنٹی بجی۔

اتنی صبح نجانے کون آیا تھا جسکی آمد سے اسے کوفت سی محسوس ہوئی۔ اس نے پردے کی اوٹ سے استفسار کیا تو کسی مردانہ آواز نے 'السلام علیکم' کہا اور مزید کہا کہ کسی مرد کو باہر بھیج دیں، وہ انکے پڑوس میں shift ہوا ہے اور ملاقات کا خواہشمند ہے۔ سارہ نے سلام کا جواب دے کر محتاط انداز میں کہا کہ گھر میں اِسوقت کوئی مرد نہیں ہے۔ اسپر اس نے کہا کہ وہ ایک ضروری بات کہنا چاہتا ہے جو باہر کھڑے رہ کر نہ ہو پائے گی۔ سارہ نے جھانک کر دیکھا تو وہ باریش پُروقار فرد تھا جو ۳۷ یا ۳۸ سال کا معلوم پڑتا تھا۔ اسکے ہاتھوں میں مٹھائی تھی اور اسمیں سادگی کا عنصر نمایاں تھا۔ کچھ توقّف کے ساتھ، امّی کو قریب رہنے کا کہہ کر اس نے اسے اندر آنے کی اجازت دے دی جبکہ دروازہ کھلا رکھا۔

سارہ نے اسے اپنے کمرے کی سمت میں باہر ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور گفتگو مختصر رکھنے کا کہا۔ اس نے اپنی بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا 'میرا نام مکرّم ہے جبکہ میرے قریب کے لوگ مجھے بڑے بھائی اور مکرّمی کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں۔ گو کہ میں اسطرح آمد پر آپ سے معذرت کا خواستگار ہوں لیکن میں نے یہاں آپکے پڑوس میں جو جگہ خریدی ہے، اس سلسلے میں مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کہنا تھی۔' سارہ کیلئے کسی غیر مرد سے اسطرح بات کرنا مشکل امر تھا لیکن اپنے پر قابو رکھتے ہوئے اس نے جــوابًــا صرف اتنا کہا 'آپ نے اسے خرید تو لیا ہے لیکن وہاں تو پانی کا انتظام نہیں ہے۔' (پھر توّقف سے)۔ 'وہاں تو wash-room بھی نہیں ہے بلکہ وہ جگہ تو ایک سادہ سا احاطہ ہے۔'

اسکی اس بات کا فوری جواب آیا، ’wash-room اِن شاء اللہ آج ہی تیار ہو جائے گا اور وہاں نکاسی کیلئے میں نے نالے تک کا راستہ بنوا لیا ہے۔‘ اس نے بات کو جاری رکھتے ہوئے کہا ’میں اسی سلسلے میں حاضر ہوا تھا کہ اگر آپ کے یہاں سے میرے لئے پانی کی فراہمی کا انتظام ہو جائے تو مجھے میری رہائیش میں سہولت ہو جائے گی۔‘ ۔ گو کہ اس علاقے میں پانی کی فراہمی کم تھی لیکن سارہ کے گھر کو یہ فائدہ حاصل تھا کہ اسکے بابا نے گھر کے سودے کے وقت ہی دوسری راہداری کے آخر میں ایک کنواں بنوا لیا تھا جہاں موٹر کے ذریعے انہیں صاف پانی حاصل ہو رہا تھا۔ لیکن پھر بھی، پڑوس کا معاملہ ہونے کے باوجود، اسکی فراہمی ایک مشکل فیصلہ تھا اور اخلاقاً منع کرنا بھی نامناسب تھا۔

وہ ابھی اس بات پر غور کر رہی تھی کہ مکرّم نے کچھ ایسا کہا کہ جسکے بعد اسکے لئے اسکی بات کو رد کرنا ممکن نہ رہا۔ اس نے اطمنان دلایا، 'میں پانی کے استعمال میں بہت احتیاط رکھوں گا جبکہ مجھے اس کیلئے بس ایک نلکا درکار ہے اور ایک تنہا فرد کتنا پانی استعمال کرے گا۔ میں پانی کی اس فراہمی کا آپکو مناسب معاوضہ بھی دے دوں گا گو کہ ماہانہ بنیاد پر نہیں بلکہ ایک ایسی رقم جو ہمارے درمیان باہمی رضامندی سے طے ہو جائے، ان شاء اللہ وہ آپکو فوری ادا کر دوں گا' موجودہ مشکل حالات میں اسکی اس خوشگوار بات سے سارہ کو تقویت ملی اور اس نے اس بات کا سہارا لیکر اس معاملے میں مکرّم سے چیک کے ذریعے اتنی رقم حاصل کر لی جس سے آگے کے چند مہینوں تک امّی کی ضروری دواؤں کا انتظام ہو جائے۔

پانی کی لائن کو دوسرے کمرے پر سے لے کر احاطے میں نکال لینے کا کام کچھ ایسا مشکل نہ تھا لیکن سارہ کی اس ہدایت پر کہ اس کام کو اس طرح سے مکمّل کیا جائے کہ دیواروں پر کسی قسم کا کوئی منفی اثر نہ رہے، پلمبر نے کچھ زیادہ وقت لیا۔ اس کے باوجود جمعے کی نماز سے کافی پہلے ہی اس کے گھر کی طرف کا کام بخوبی انجام پا گیا۔ مکرّم نے اس دوران یہ بات نوٹ کی تھی کہ انکے گھر کے دروازے کی راہداری میں دو چولہے لگے ہیں جبکہ یہ بات اسکے علم میں تھی کہ گیس کی لائن اسکول کی طرف کے علاقے میں تو ہے لیکن اسطرف کے علاقے میں نہیں۔ سو جب وہاں پانی کی لائن پر کام ختم ہو گیا تو جانے سے پہلے اس نے اس بات کی وضاحت کیلئے سارہ سے استفسار کیا۔

مکرّم۔ دیکھئے؛ آپکے پاس یہاں گیس کی لائن نظر آرہی ہے جبکہ اس علاقے میں تو وہ کہیں پر بھی نہیں۔

سارہ۔ جی؛ بابا نے کافی تگ و دو کے بعد پچھلے سال اسکی لائن منظور کروا لی تھی لیکن وہ صبح نو بجے سے ساڑھے گیارہ تک ہی آتی ہے۔

مکرّم (یہ سن کر)۔ اوہ؛ لیکن یہ بھی غنیمت ہے۔ مجھے آپ بروز اتوار بھی صبح میں کچھ وقت عنایت کریں کیونکہ اس بات کے بعد مجھے مزید کچھ عرض کرنا ہے۔

سارہ (توقّف سے)۔ ٹھیک ہے، آپ صبح دس بجے آ جائیں لیکن اتوار یہاں پر گیس بالکل نہیں آتی ہے۔

مکرّم۔ اس سے مجھے کوئی مسئلہ نہیں؛ بہت شکریہ۔

(محمّد سلیم دادا)

مکرّم چند برس پہلے اپنی پہلی بیوی کے انتقال کے بعد اس شہر میں آیا تھا اور اُسوقت اسے وہاں بہت مشقّت اٹھانی پڑی تھی۔ پھر اسے اتفاقًا اپنے بچپن کا دوست سونے کی مارکٹ میں مِل گیا تھا جہاں اُسکی اپنی ایک دکان تھی۔ مکرّم نے اپنے علاقے میں کسی وقت معاشی اعتبار سے اُسکی بہت مدد کی تھی سو اب اس نے اصرار سے اپنی ہی جگہ میں اسکا ایک set-up بنا دیا؛ اس سے وہ حالات کو بہتر بنانے کے قابل ہو گیا اور اس نے ایک چھوٹی اور ایک بڑی دکان خرید لی جسکو اس نے کرائے پر دے دیا تھا جبکہ وہ ایک آفس کی جگہ بھی خرید کر نفع میں بیچ چکا تھا۔ یہاں آنے سے پہلے وہ دوست کی جگہ اسے واپس کر چکا تھا گو اسوقت بھی اُسکے یہاں اسکے سونے کا خاصا stock موجود تھا؛ اللہ تعالیٰ نے اسے یقینًا نوازا تھا۔

اس شہر میں آنے کے بعد مشکل حالات کے باوجود اس نے دوسری شادی کر لی تھی لیکن وہ ایک سال بھی نہ چلی۔ وہ اُسکی دولت کی انتہائی طلب اور فضول خرچی کا بوجھ نہ اٹھا پا رہا تھا؛ مزید اسکی بدزبانی سے بھی پریشان رہتا تھا۔ اس سے پہلے اسکی پہلی بیوی رسومات کی ایسی اسیر تھی کہ اس سے بھی وہ پریشان ہی رہتا تھا؛ اب اسمیں عورت کیلئے ایک غصّہ آچکا تھا جسے اس نے چُھپا کے رکھا تھا لیکن جو اسکے رویّے میں کبھی ظاہر بھی ہو جاتا تھا؛ اب اسمیں تنہائی پسندی بھی آ چکی تھی؛ اسکی دونوں بیویوں سے اسکی کوئی اولاد نہ تھی جبکہ رشتے داروں سے بھی اسکا رابطہ نہ تھا۔ ویسے تو اسکی تنہائی پسندی اسکے لئے مشکل کا باعث نہ تھی لیکن ہوٹلوں کے کھانے اسے تکلیف دیتے تھے؛ اسی لئے وہ سارہ نعیم سے بات کرنا چاہتا تھا۔

مکرّم اس بات کو کہنے سے گھبرا رہا تھا کہ اس کی catering کا انتظام سارہ نعیم کے یہاں سے ہو جائے لیکن اپنی بات کا پاس رکھتے ہوئے وہ اتوار کے دن دس بجے وہاں پہنچ گیا۔ وہاں جا کر اسے جلد ہی یہ اندازہ ہوا کہ اسکی گھبراہٹ نامناسب تھی کیونکہ یہ معاملہ بہت آسانی سے طے پا گیا۔ اس مرتبہ اسکے لئے وہاں پر پہلے ہی سے چائے اور اسکے ساتھ کچھ لوازمات بھی موجود تھے۔ سارہ نے بخوبی اندازہ کر لیا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے بلکہ اس نے تو یہ بھی طے کر لیا تھا کہ اس catering پر اسے اس سے کس اجرت کا مطالبہ کرنا ہے۔ سلام دعا کے بعد گفتگو شروع ہوئی اور یہ بھی مکرّم اور سارہ ہی کے درمیان ہوئی گو اسے اندازہ ہوا کہ اس دوران سارہ کی امّی اور بہن دونوں قریب میں ہیں۔

سارہ۔ محترم! اگر برا نہ مانیں تو میں جاننا چاہوں گی کہ معاشی اعتبار سے آپ کس کام سے منسلک ہیں؟

مکرّم۔ میری دو دکانیں ہیں جن میں سے ایک، جو یہاں برابر کی اسٹیشنری مارکٹ میں ہے، اسے میں خود دیکھتا ہوں۔ (کچھ توقف سے، مسکراتے ہوئے) ویسے آپ نے مجھے یہ جو محترم کہا تو اسکا مفہوم مکرّم ہی نکلتا ہے۔ (یہ اشارہ تھا کہ سارہ اسے مکرّم کہہ سکتی ہے)۔

سارہ (اسکی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے)۔ آپ مجھے مس نعیم کہہ سکتے ہیں۔ ویسے اگر مجھے مغالطہ نہیں ہو رہا تو یہاں اسٹیشنری مارکٹ میں زیادہ تر دکاندار، خواتین ہیں۔

مکرّم۔ جی؛ میں وہاں گِنے چُنے مَردوں میں سے ہوں اور گو مارِکٹ گیارہ بجے کُھل جاتی ہے، میں ظہرسے مغرب تک؛ اور کبھی اسقدر بھی نہیں؛ وہاں پر رہتا ہوں۔

سارہ۔ بہتر؛ مناسب ہوگا ہم مدّعا پر آ جائیں۔ کیا آپ اپنے لئے catering کی کوئی بات کرنا چاہتے ہیں؟

مکرّم۔ آپکا اندازہ درست ہے؛ اگر پیر سے ہفتے تک آپ میرے طعام کے سلسلے میں انتظام کر سکیں تو اسکے لئے میں لازمًا آپکی طلب کردہ اجرت آپکو فراہم کروں گا۔

سارہ۔ ٹھیک ہے؛ مناسب ہے کہ آپ مجھے بتلائیں کہ کھانے میں کیا ہوگا، لیکن اسکا فیصلہ میں کروں کہ اسکی اجرت کیا ہوگی۔

مکرّم۔ بہتر؛ دیکھئے، میں دال سبزی کو ترجیح دیتا ہوں اور چکن وغیرہ تو صرف دعوتوں میں گوارا کرتا ہوں؛ سو دال سبزی کے ساتھ صاف آٹے کی اور دیسی گھی کی فراہمی میرے ذمّے رہے گی اور مصالحے جات وغیرہ آپکے ذمّے؛ آپ ان دو میں سے کچھ پکا لیں تو مجھے شکایت نہ ہوگی۔

سارہ (ایک اطمنان کی کیفیت سے)۔ ٹھیک ہے محترم؛ ہمیں آپکے بتلائے گئے menu سے کوئی پریشانی نہیں اور میں یہاں جو کچھ پکاؤں گی، وہ ہم سب کیلئے مشترک ہوگا سو میں اپنے گھر کیلئے اسمیں سے مناسب حصہ رکھوں گی۔ میری کوشش رہے گی کہ آپکو اس میں سے پورے دن کیلئے آپکی ضرورت کے مطابق مل سکے۔ یہ نوٹ کر لیں کہ یہاں کے گیس کا بل آپ ہی ادا کریں گے جبکہ یومیہ نقد حساب ۷۵۰ روپے ہوگا۔

مکرّم۔ ٹھیک ہے؛ میں ہر اتوار کی صبح چاروں چیزوں کی رقم کے علاوہ آپکو ۴۵۰۰ روپے ادا کروں گا؛ اور گیس کا بل بھی میرے ذمّے ہوگا؛ آپ روزانہ ساڑھے گیارہ بجے سے بارہ بجے تک، جو کچھ پکا ہو، اسمیں سے مجھے اتنا فراہم کریں گی جو پورے دن کیلئے کافی ہو۔

سارہ۔ بہتر؛ اللہ تعالی ہمیں اس بات میں برکت عطا کرے جو ہمارے درمیان طے پا گئی ہے۔ (پھر اپنے کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) آپ اس کمرے کی دیوار میں، آپکی سمت سے بالکل کنارے پر، نیچے معمولی اونچائی تک، ایک ایسی چھوٹی کھڑکی بنا دیں جس میں سے ایک tray، اس پر رکھی ہوئی تھالی سمیت، منتقل کی جا سکے اور جو صرف میری طرف ہی سے کھولی جا سکے۔ اِسطرح اِن شاء اللہ مجھے آپ کیلئے catering میں آسانی ہوگی۔

مکرّم۔ یہ بہت مناسب بات ہے اور اِن شا اللہ میں اس کام کو آج ہی انجام دیتا ہوں۔

(محمّد سلیم دادا)

جب سارہ اور مکرّم کے درمیان catering کی بات مکمّل ہو چکی تو اسے مکرّم کے ذہن کی تیزی کا اندازہ اس بات سے ہوا کہ اس نے اس بنیادی راشن کیلیۓ جسے اس نے اپنے ذمّے لیا تھا، الفاظ کی ایک دلچسپ ترکیب بیان کی۔ اس نے کہا یہ وہ 'سادگی' ہے جسے ہم اختیار کریں گے یعنی 'س' سے مراد سبزیاں، 'الف' سے مراد آٹا، 'د' سے مراد دالیں اور 'گ' سے مراد گھی؛ سو اسی سادگی میں راحت ہے۔ اُسوقت سارہ نے اپنی مسکراہٹ کو بمشکل روکا تھا لیکن بات کو سجانے کا یہ فن اسے اچّھا لگا تھا۔ اُسوقت سارہ کی امّی کو یہ فکر ہوئی تھی کہ انکے کھانے میں نہ چِکن ہوگی اور نہ فِش، لیکن سارہ نے یہ اہتمام رکھا کہ ہر اتوار کو گھر کیلیۓ ان دونوں چیزوں ہی سے کچھ لے آتی تھی سو انکی شکایت جاتی رہی۔

خوراک کے معاملے میں اسکی بہن ثانیہ نے اسی کی دیکھا دیکھی قناعت کی روِش اپنا لی تھی لیکن اسے میڈیا پر ڈرامے دیکھنے کا بہت شوق تھا اور امّی بھی اکثر اسکے شوق کا ساتھ دیتی تھیں؛ امّی کا موبائل اسکے ہاتھ ہی میں رہتا تھا۔ سارہ موبائل پر video کے واقع ہونے ہی کو انتہائی ناپسند کرتی تھی سو اس نے اپنے پاس بہت سادہ موبائل رکھا تھا۔ وہ سارہ سے چار سال چھوٹی تھی اور اپنی ضروری تعلیم ختم کر چکی تھی لیکن اسے گھر کے مسائل سے سروکار نہ تھا۔ وہ سارہ کی ہدایت پر گھر کے کاموں میں حصّہ لگاتی تھی لیکن موبائل کو ضرورت تک رکھنے کے بارے میں اسکی بات کو بالکل نظر انداز کرتی تھی۔ امّی کی طرح اسے بھی اسکی شادی کی فکر تھی جبکہ خود اپنے لئے شادی کے خیال سے بھی دور رہنا چاہتی تھی۔

سارہ کھانا پکانے میں مہارت رکھتی تھی جسکا مکرّم کو جلد اندازہ ہو گیا اور اس نے اس بات پر اللہ تعالی کا شکر ادا کیا۔ اسے بھی جلد اندازہ ہو گیا کہ مکرّم نیک طبیعت اور تنہائی پسند ہے؛ وہ عشاء گھر ہی پر ادا کرتا ہے اور جب دکان سے غیر حاضر رہتا ہے جیسا کہ اکثر ہوتا ہے، تو ظہر اور عصر بھی؛ وہ روزانہ اسکے کھانے کا اہتمام رکھتی تھی جبکہ راشن کا بل اسے ہفتے ہی کو فراہم کر دیتی تھی۔ ہر اتوار کی صبح دس بجے دیوار کی دوسری طرف سے بغیر کسی بات کے، اسے اسکی اجرت اور بل کی رقم ایک لفافے میں رکھی ہوئی، مل جاتی تھی۔ اللہ تعالی نے اسے اسکے پڑوس ہی کے ذریعے، مشکلات سے نکال دیا تھا جس پر وہ شکرانے کی نماز ادا کر چکی تھی۔ انکے درمیان کبھی کوئی بات نہ ہوتی تھی سو وہ ہنوز اجنبی تھے۔

گو سارہ کے یہاں زندگی اب پُرسکون انداز پر گزر رہی تھی لیکن کبھی اخراجات موجود وسائل سے تجاوز کرنے کے قریب ہو جاتے تھے۔ راشن کی دیگر چیزوں کا خرچ؛ بجلی کا خرچ؛ گھر کی صفائی اور maintenance کیلئے ضروری چیزوں کا خرچ؛ کبھی اضافی دواؤں کا خرچ؛ یہ سارے ناگزیر تھے اور ایسے میں معاملات کو حکمت سے لے کر چلنا ضروری ہوتا تھا۔ سارہ مکرّم کی دکان دیکھ چکی تھی جو چھوٹی مگر بھری پُری تھی اور اگرچہ اس دو رویہ مارکٹ میں اندر کی طرف تھی لیکن وہ پوری مارکٹ ہی گاہکوں سے بھری رہتی تھی۔ وہ کچھ وقت سے یہ ارادہ رکھتی تھی کہ اس سے منوا لے کہ وہ چار بجے سے مغرب تک کسی مناسب اجرت پر وہاں اسکی معاونت کرے گی؛ آخر وہاں اکثر دکاندار خواتین تھیں۔

اس ارادے کے پختہ ہونے پر اور امّی کو اسکی خبر دے کر اس نے مکرّم کو یہ message دے دیا کہ اگلے اتوار کو وہ اس سے کچھ بات کرنا چاہتی ہے جو کھڑکی کے واسطے سے بھی ممکن ہے۔ اسے اسکا مختصر جواب 'بہتر' کی صورت میں مل گیا۔ اتوار کو صبح دس بجے وہ کھڑکی کے برابر ہی میں بیٹھ گئی اور اسی کے ساتھ مکرّم کو کھڑکی کی طرف آنے کا میسیج دیا۔ وہ کھڑکی دیوار میں بہت کنارے پر نیچے ایک چھوٹے سے فریم میں اسطرح بنائی گئی تھی کہ بیٹھ کر بات کرتے وقت بھی سر کا جھکانا ضروری تھا جبکہ کُھلی ہو تو مکرّم کے یہاں سے اندر جھانکنا ممکن نہ تھا۔ اس نے وہاں آنے میں کوئی وقت نہیں لیا اور 'السلام علیکم' کہہ کر سارہ ہی کی طرح اپنی طرف زمین پر بیٹھ گیا۔

سارہ نے سلام کا جواب دے کر فوراً ہی مدّعا بیان کیا اور ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ اگر وہ اسکی درخواست مان لے تو اس معاونت پر اسی کی معیّن کردہ اجرت کو منظور کرے گی۔ اسکا خیال تھا کہ مکرّم اس بارے میں کچھ لیت و لعل سے کام لے گا لیکن اس نے صرف اتنا کہا کہ 'آپکی یہ بات غور طلب ہے' ۔ پھر ذرا دیر توقّف سے اس نے سارہ کو اس معاملے میں یہ عجیب پیشکش کی کہ اجرت کے بجائے وہ اسے دکان کے نفع میں حصّہ دے سکتا ہے؛ وہ جب اُسکے سِکھانے سے اس کام کو بخوبی سمجھ لے تو پھر خود اسکا انتظام رکھے۔ سارہ، جو کسی بات پر حیرانگی کا اظہار نہیں کرتی تھی، اس انوکھی پیشکش پر ذرا دیر کیلئے چُپ ہو کر رہ گئی۔ پھر سپاٹ لہجے میں اس نے وضاحت چاہی کہ یہ کیسے ممکن ہوگا۔

مکرّم۔ میں آپ کو اس کام کے مختلف پہلو سمجھا دوں گا اور اِن شاء اللہ ایک مہینے ہی میں آپ اسے تنہا لے کر چلنے کے قابل ہو جائیں گی؛ آپ شروع دن ہی سے میری نگرانی میں دکان کے حساب کو دیکھیں گی اور اسی حساب کے مطابق نفع میں ۴۰ فیصد کی حقدار ہوں گی۔

سارہ۔ ٹھیک ہے، لیکن اگر کسی موقعے پر میں نے یہ سمجھا کہ میرے لئے تنہا اسے لے کر چلنا ممکن نہیں تو آپکو اُسوقت میرے ساتھ دوبارہ اسے دیکھنا ہوگا۔

مکرّم۔ بہتر، آپ کل ہی سے وہاں پر آ جائیں؛ اللہ تعالیٰ اس معاملے میں بھی ہمارے لئے برکت رکھے۔

سارہ۔۔آمین۔

(محمّد سلیم دادا)

مکرّم نے سوچ سمجھ کر ہی سارہ کو دکان کے نفع میں شراکت دی تھی؛ اسکی تنہائی پسندی اسے مائل کرتی تھی کہ وہ جلد اس کام سے بھی فارغ ہو جائے۔ اسے سارہ پر اعتبار کے ساتھ اس کی بات کو سمجھنے کی صلاحیت کا بھی اعتراف تھا لیکن وہ اسکے لئے کوئی جذباتی رغبت نہ رکھتا تھا۔ اگرچہ وہ غیر ارادی طور پر اسکے چہرے کو دو تین مرتبہ دیکھ چکا تھا اور جانتا تھا کہ وہ بہت جاذبِ نظر ہے لیکن اس نے شعوری کوشش سے خود کو ایسی رغبت سے دور رکھا تھا؛ یہاں اسکی عمر کی پختگی سے زیادہ اسکی خواہش کا دخل تھا۔ پہلی بیوی سے اسکی ذہنی ہم آہنگی کبھی نہ ہو سکی تھی جسے اسکی پسند کے بجائے دنیا بھر کی رسومات نبھانے کا شوق تھا اور دوسری بیوی اسے احترام دینے کے بجائے اس سے دنیا بھر کی دولت چاہتی تھی۔

مکرّم نے سارہ کے بارے میں یہ کچھ دنوں ہی میں دیکھ لیا کہ وہ صرف اپنے کام پر توجّہ رکھتی تھی اور بہت reserved رہتی تھی؛ حجاب کا حتی الامکان لحاظ رکھتی تھی البتّـــہ قریب کی دکانوں کو manage کرنے والی خواتین سے اس نے اچھی راہ بنا لی تھی۔ اسٹاک میں موجود چیزوں کی قیمتِ خرید اور قیمتِ فروخت اسے یاد ہو گئیں تھیں جنکا حساب کتاب رکھنے میں وہ طاق ہو گئی تھی۔ اس نے جان لیا تھا کہ وہاں جو sales-men آتے ہیں، ان سے اسٹاک کی کیا چیزیں لینی ہیں اور کتنی مقدار میں؛ جبکہ customers کو خود مکرّم ہی دیکھ لیتا تھا۔ وہ بھی دیکھ چکی تھی کہ مکرّم کبھی خیالات میں کھو سا جاتا ہے گو خطاب کرنے پر جواب دے دیتا ہے سو اسکا رابطہ حقیقت سے رہتا ضرور ہے۔

ایک مہینہ گزرنے کے بعد سارہ اب دو بجے ہی سے دکان پر آ جاتی تھی لیکن نہ مکرّم نے دکان اسکے حوالے کرنے کی بات کی اور نہ ہی اس نے اسطرف توجّہ دلائی۔ اسے دکان کو اسی کے ساتھ مل کر چلانے میں اپنی security نظر آتی تھی۔ اسے وہاں یہ بھی علم ہوا کہ مکرّم کی پہلے دو شادیاں ہوئی ہیں لیکن اس نے اس بارے میں کبھی اس سے کچھ نہ پوچھا۔ مکرّم اب دکان سے غیر حاضر نہ رہتا تھا بلکہ وقت کے ساتھ سارہ کی یہ وقتی رفاقت اسے بھلی معلوم ہونے لگی تھی؛ اسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے رویّے میں اسکے احترام کو بہت ملحوظِ نظر رکھتی تھی اور اسکی ہدایات کو بہت اہمیت دیتی تھی۔ اسکی توجّہ اور سارہ کی کوشش سے دکان کے نفع میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔

سارہ کو اب financially بہت سہولت حاصل ہو چکی تھی اور اس نے امّی اور ثانیہ کیلیۓ چند نئے کپڑے بنوا لئے تھے؛ اسکے علاوہ بھی ثانیہ کو اسکی طلب پر بہت سی چیزیں لے کر دی تھیں؛ انکے علاوہ وہ گھر کیلیۓ کچھ نیا فرنیچر بھی لے آئی تھی لیکن اسکی اس کوشش کو کہ اسکے بینک اکاؤنٹ میں لازمًا کچھ رقم جمع ہوتی رہے، خاطر خواہ کامیابی نہیں مِل رہی تھی۔ اسے اس عرصے میں یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ اس ایک چھوٹی سی دکان سے بھی ایک اچھا نفع حاصل کیا جا سکتا ہے اور اس نے امّی کو بتلایا تھا کہ اگر یہ دکان اسکی اپنی ہوتی تو نہ صرف انکے سارے اخراجات کیلیۓ تنہا کافی تھی بلکہ بچت بھی فراہم کرتی۔ بہرحال، سارے معاملات پُرسکون انداز پر چل رہے تھے جب اسے ایک اور خوشی نصیب ہوئی۔

کپڑوں کی مارکٹ میں ایک دن اتفاقاً انہیں امّی کی پرانی سہیلی مل گئیں کہ جو پہلے کبھی انکے پڑوس میں رہتی تھیں؛ وہ سارہ اور ثانیہ کو دیکھ کر دنگ رہ گئیں کہ دونوں اتنی بڑی ہو چکی ہیں؛ انہوں نے امّی سے کہا کہ وہ دو ایک دن میں انکے پاس آئیں گی جس پر امّی نے خوشی کا اظہار کیا اور انکے بیٹے اور بیٹی کے بارے میں استفسار کیا؛ اس خوشگور ملاقات کے دوسرے ہی دن وہ اپنی بیٹی کے ساتھ ان کے گھر پر آ گییں اور باتوں باتوں میں بتلا دیا کہ وہ اپنے بیٹے امین کیلیئے ثانیہ کو پسند کر چکی ہیں؛ اگر اُنکی اجازت سے دونوں مل سکیں تو ممکن ہے یہ بات آگے بڑھے؛ وہ کسی کمپنی میں اچھی پوزیشن پر تھا سو امّی نے سارہ کے مشورے، اور ثانیہ کی اجازت سے، انہیں اسے گھر پر لے کر آنے کا کہہ دیا۔

یہ معاملہ جلد ایک اچھے انجام کو پہنچا؛ دونوں گھرانے ایک دوسرے کو بخوبی جانتے تھے جبکہ سارہ اور ثانیہ بچپن میں انکی بیٹی کے ساتھ کھیلتی رہی تھیں اور اُسوقت کبھی کسی board-game میں امین بھی انکے ساتھ شریک ہو جاتا تھا۔ اس نے ثانیہ کو فوراً ہی پسند کر لیا جبکہ ثانیہ نے بھی اس رشتے پر 'ہاں' کہہ دی۔ دونوں طرف سے اس بات پر اتّفاق کیا گیا کہ منگنی تو ابھی ہو جائے لیکن نکاح اور رُخصتی کو کم از کم چھ مہینے کیلیئے مؤخر کیا جائے۔ سارہ جانتی تھی کہ سادگی کے باوجود نکاح تک اسے ثانیہ کے ملبوسات و زیورات ہی کے انتظام میں لاکھوں خرچ ہوں گے جبکہ اسکے علاوہ کا خرچ بھی ہزاروں میں تھا۔ معاشرے میں خواتین نے رسومات کے نام پر افسوسناک trends بنا لئے ہیں سو اب وہ پریشان تھی۔

سارہ جانتی تھی کہ اسے مکرّم سے معاونت لینی ہوگی لیکن وہ نکاح کے قریب آنے کا انتظار کر رہی تھی۔ مکرّم نے ثانیہ کی نسبت کی اطّلاع پر سارہ کو نہ صرف مبارکباد دی بلکہ یہ بھی کہا کہ جب ضرورت ہوگی تو وہ مالی تعاون بھی فراہم کرے گا؛ اس بات سے اسے حوصلہ ملا۔ گو بات چھ ماہ انتظار کی تھی لیکن حالات نے ایسا موڑ لیا کہ اس پر نظر ثانی ضروری ہو گئی؛ امّی کو ایک شام اچانک شدید درد اٹھا تو سارہ انہیں اپنی ڈاکٹر کے پاس لے گئی؛ اس نے انہیں چیک کرنے کے بعد دواؤں میں اضافہ کیا اور ٹیسٹ تجویز کیئے؛ اسکے ساتھ سارہ کو تنہائی میں اس معاملے کے سنگین ہونے کا اشارہ بھی دے دیا۔

(محمّد سلیم دادا)

انکے ٹیسٹ کے نتیجے میں یہ بات کُھل کر سامنے آگئی کہ انکی condition نازک ہے اور بات یہاں تک سنگین تھی کہ ڈاکٹر نے سارہ سے صاف کہہ دیا کہ انکے پاس وقت بہت کم ہے۔ اس سے پہلے بھی انہیں تکلیف ہوتی تھی لیکن دواؤں سے کنٹرول ہو جاتی تھی اور کسی کو علم نہ ہو سکا کہ معاملہ اِتنا سنجیدہ ہے۔ ڈاکٹر نے تو ہسپتال میں admit ہو کر آپریشن کا مشورہ دیا لیکن یہ بھی کہہ دیا کہ اس پوزیشن میں بچنے کے امکانات بہرحال کم ہیں۔ اس نے اس بات کو فوری رد کر دیا کیونکہ اسکے بابا ہسپتال میں admit ہونے سے ہمیشہ منع کرتے تھے کہ وہاں حجاب کے تقاضوں کا لحاظ نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس نے ڈاکٹر سے درد کنٹرول کرنے کی دوائیں لکھوا لیں جس میں ہر ہفتے کا انجیکشن بھی شامل تھا۔

سارہ مضبوط اعصاب رکھتی تھی؛ وہ زندگی کے تمام معاملات میں اس بات کی قائل تھی کہ اللہ تعالیٰ سے مدد کی بہت دعا کرے اور اپنے طور سے جو اس سے practically ممکن ہو، وہ کرے؛ اس نے اس بارے میں نہ امّی کو بتایا اور نہ ثانیہ کو؛ لیکن ایک فرد ایسا تھا جسکی ہدایت اور معاونت کی اسے اس موقعے پر بہت ضرورت تھی؛ اس نے علی الصّباح فون پر مکرّم کو ساری situation سے آگاہ کیا اور اس سے ملکر اس معاملے پر دوپہر میں دکان پر بات کرنے کا عندیہ دیا؛ لیکن اس نے اسے فوری طور پر رپورٹ لے کر کھڑکی کی طرف آنے کا کہا۔ سارہ سمجھ گئی کہ اسے معاملے کی سنجیدگی کا بخوبی اندازہ ہے سو اسکی ہدایت پر وہ فوری وہاں پہنچی اور سلام دعا کے فوراً بعد رپورٹ اسکے حوالے کر دیں۔

سارہ۔ یہ رپورٹ بتلا رہی ہیں کہ معاملہ کس خطرناک سطح پر ہے لیکن میں نے انہیں ہسپتال میں admit کرنے سے منع کیا ہے؛ بابا یہ ناپسند فرماتے تھے۔

مکرّم (کچھ دیر رپورٹ دیکھنے کے بعد)۔ جی؛ آپکی امّی کے پاس وقت کم ہے؛ مشکل سے دو یا تین مہینے؛ آپریشن سے علاج ہونے کا امکان قریبًا معدوم ہے؛ بہتری نظر آئی بھی تو مسئلہ مزید سنگینی سے عود کر آئے گا۔

سارہ کو اسکی اس بات سے اندازہ ہوا کہ وہ میڈیکل کی باتوں سے بھی آگاہی رکھتا ہے۔ قریبًا یہی بات اسکی ڈاکٹر نے بھی کہہ دی تھی کیونکہ وہ سارہ کی اعصابی مضبوطی سے بخوبی واقف تھی۔ مشکل یہ تھی کہ دوائیں اور اس سے کہیں زیادہ انجیکشن، مہنگا تھا لیکن مکرّم سے اس بات کو کہنے میں اسے مشکل پیش آ رہی تھی۔

مکرّم (اسکی پریشانی کو بھانپتے ہوئے)۔ اسکی دوائیں، خاص طور پر انجیکشن، بہت مہنگا ہے؛ آپ میری employee ہیں؛ اسکے علاوہ میری business-partner بھی ہیں اور میں اِسوقت جو ممکن ہوا، مالی معاونت کروں گا۔ سرِ دست آپکے اکاؤنٹ میں الاؤنس کے طور پر ایک لاکھ روپے جمع کر دیتا ہوں تاکہ آپ یکسو ہوکر امّی کی تیمارداری کر سکیں؛ اسکے ختم ہونے پر اِن شاء اللہ reimburse کر دوں گا۔

(یہی سارہ چاہتی تھی لیکن اس نے کسی جذباتی ردّعمل سے گریز کیا)

سارہ۔ محترم؛ بہت شکریہ؛ میں آپکی ممنون ہوں۔ یہ رقم اِن شاء اللہ انکی تیمارداری کیلئے کافی ہوگی؛ جو ہونا ہے سو ہونا ہے لیکن انہیں درد کا کوئی احساس نہ ہونا چاہیئے۔

مکرّم کے مشورے سے اس نے امّی اور ثانیہ کو محتاط انداز سے یہ خبر دے دی کہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ کچھ عرصے بعد امّی انکے درمیان نہ ہوں۔ امّی نے تو اس خبر کو بڑی تسلّی سے لیا لیکن ثانیہ کی حالت اس خبر کو سنتے ہی غیر ہو گئی اور اسکے آنسو تھم نہیں رہے تھے؛ سارہ بڑی حکمت سے اسے سمجھا بجھا کر نارمل سطح پر لے کر آئی۔ اس نے امین کے خاندان کو بھی اس ساری situation کی اطّلاع دے دی اور انہیں مشورے کیلئے گھر پر بلا لیا۔ آپس کے مشورے سے دونوں طرف سے اتّفاق کیا گیا کہ اب نکاح اور رخصتی کا عمل تین ہفتوں میں مکمّل کر لیا جائے۔ ان بدلتے حالات میں اسے فوری معاونت درکار تھی سو اس نے مکرّم سے رابطہ کیا؛ اِس وقت اس نے سارہ کو اپنے یہاں آنے کا کہا۔

وہ کچھ دنوں سے دکان پر نہیں آ رہی تھی اور ان دنوں میں مکرّم کو اسکی بہت زیادہ کمی محسوس ہوئی؛ اس احساس نے اسے بہت پریشان کیا اور اسطرح جب کچھ دن گزرے تو اس نے مصمّم ارادہ کر لیا کہ حالات اب کیسے ہی ہوں لیکن وہ انہی حالات میں سارہ کو رشتے کا پیغام دے گا سو اسے اپنے یہاں بلانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی۔ سارہ کو وہاں آنے میں ہچکچاہٹ تھی لیکن اسکے باوجود وہ اس بارے میں بغیر کچھ کہے وہاں پر آ گئی اور سلام دعا کے فورًا بعد اسے بتلا دیا کہ اِن شاء اللہ نکاح تین ہفتے بعد ہی طے پا جائے گا۔

سارہ۔ محترم؛ مجھے اب بہت زیادہ رقم کی ضرورت ہے؛ میں جتنا کر سکتی ہوں اسکے بعد میرے تخمینے کے مطابق مزید تین لاکھ اور ساٹھ ہزار روپے درکار ہیں۔

مکرّم۔ مجھے آپ سے ایک ضروری بات کہنی ہے؛ لیکن پہلے آپکی بات پر اپنے جواب کو مکمّل کر لوں۔ یہ بہت معمولی رقم ہے اور اس کیلئے آپکو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں؛ میں اسکا چیک آپکو ابھی فراہم کر دیتا ہوں اور مزید ضرورت ہو تو عرض کیجئے گا؛ اس موقعے پر اسکا نصف تو آپکے گھر کیلئے میری طرف سے تحفہ رہے گا جبکہ اسکا نصف آپکے ذمّے قرضِ حسنہ رہے گا۔

سارہ کو اس بات سے بہت تسلّی ہوئی اور اب تک اسے جو اضطراب تھا، وہ جاتا رہا۔ اس مرتبہ وہ اپنی مسرّت کے اظہار کو نہ روک پائی اور اس نے بہت مسکرا کر، الفاظ پر زور دے کر مکرّم کا شکریہ ادا کیا۔ اسکے فورًا بعد مکرّم نے چیک لکھ کر سارہ کے حوالے کر دیا اور پھر اس فکر میں کھو گیا کہ اپنی بات کو کیسے پیش کرے۔

مکرّم (اپنے آپکو سمبھالتے ہوئے)۔ اب جو بات میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں، براہِ کرم اسے اطمنان سے سنئے گا۔ میری طرف سے اس بات کو کہنے والا کوئی اور نہیں، اور آپکے یہاں بھی ایسا کوئی نہیں جسے آپکے علاوہ میں یہ بات کہہ سکوں۔ دیکھئے: اللہ تعالٰی نے آپکو ظاہری اور باطنی دونوں لحاظ سے حسن سے نوازا ہے اور۔۔۔

سارہ۔ محترم۔ اپنی گفتگو میں احتیاط کیجئے، میں آپکا بہت احترام کرتی ہوں اور آپکو یہ احتیاط لازمًا رکھنی چاہیئے۔

مکرّم۔ بہتر: میں اپنا مدّعا فورًا ہی کہہ دیتا ہوں: بات یہ ہے سارہ! میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔

یہ پہلی مرتبہ تھا کہ مکرّم نے اسے اسکے نام سے خطاب کیا تھا اور بات بھی ایسی۔ وہ ایک برداشت والا مزاج رکھنے کے باوجود کچھ دیر کیلیئے خاموش ہو کر رہ گئی۔

سارہ (اپنے انتہائی غصّے پر قابو رکھتے ہوئے)۔ میں آپ سے اسطرح کی بے باکانہ بات کی توقع نہ رکھتی تھی؛ آپکی دو شادیاں ہو چکی ہیں جن میں سے ایک طلاق پر منتج ہوئی ہے جبکہ آپ عمر میں میرے سے پندرہ سال یا شاید زیادہ بڑے ہیں؛ پھر یہ بھی ہے کہ میں شادی سے اپنے آپکو دور رکھنا چاہتی ہوں۔ میری طرف سے انکار ہے اور یہ انکار اس درخواست کے ساتھ ہے کہ آئندہ آپ یہ بات نہ دہرائیں گے۔

گو کہ وہ یہ کہہ کر اٹھ گئی لیکن اب مکرّم بھی اس جواب پر غصّے میں آگیا تھا اور وہ اسکے راستے میں حائل ہو گیا؛ وہ بھی اپنے رویّوں کی نگرانی کرنا جانتا تھا لیکن اسے یہ توقّع نہ تھی کہ سارہ ایسے صاف انداز میں اسے ٹھکرا دے گی۔ اس نے اب تیز انداز پر یہ بات کہی:۔

مکرّم۔ وقت یہ جُھٹلائے گا کہ آپ شادی سے دور رہیں گی؛ میں یہ نہ ہونے دوں گا کہ کوئی اور آپکو اپنائے؛ میں لاکھوں مہر دینے کو تیار ہوں۔

سارہ۔ اپنا دھن دولت سمبھالئے؛ میں اسکے بغیر بھی رہ سکتی ہوں؛ (اب مکرّم نے کچھ کہا جو اس نے نہیں سنا اور کچھ سوچ کر بولی)؛ کیا آپکا چیک مجھے لوٹانا ہوگا؟

مکرّم (غصّے سے)۔ میرا ارادہ آپکو **blackmail** کرنے کا ہرگز نہیں بلکہ مجھے تو آپ سے ایک جائز معاہدہ درکار ہے؛ جو بات ہو چکی، وہ ہو چکی؛ آپ ایک ہفتہ اس پیغام پر سوچ لیں لیکن دکان پر آنے کی زحمت نہ کیجئے گا؛ بہتر ہے ہمارے درمیان کوئی رابطہ نہ رہے۔

(محمّد سلیم دادا)

سارہ اس مکالمے کے بعد مضمحل ہو گئی تھی لیکن اس نے اپنی اس کیفیت کو ظاہر نہیں ہونے دیا؛ اُس ہفتے کچھ مواقع پر اسے مکرّم کے مشوروں کی بہت ضرورت محسوس ہوئی بلکہ ایک وقت اسے یہ بھی لگا کہ اسے reject کر کے اس نے غلطی کی ہے؛ پھر اسکے محتاط تخمینے کی وجہ سے ثانیہ کی شادی کی سب تیاری ہونے کے بعد اب اسے یہ نظر آنے لگا تھا کہ اسکے اکاؤنٹ میں اضافی طور پر ہزاروں میں رقم بچے گی۔ یہ بات اسے احساسِ جرم میں مبتلا کرنے لگی کہ اس نے مکرّم کی شرافت سے ناجائز فائدہ حاصل کیا ہے جبکہ وہ اسکا مکمّل اعتبار رکھتا ہے۔ اسے اپنی ہی یہ بات عجیب معلوم ہو رہی تھی کہ اب جبکہ اسے مکرّم سے کوئی مالی فائدہ حاصل نہیں کرنا ہے تب ایسے میں بھی اسے اسکی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔

اُدھر ثانیہ دیکھ رہی تھی کہ سارہ باجی کا بڑے بھائی سے کوئی رابطہ نہیں رہا ہے اور ظاہرًا کوئی اختلاف ہوا ہے؛ وہ اس بات سے پریشان تھی۔ اس حال میں اس نے ایک دوپہر میں جب امّی سو رہی تھیں، سارہ سے اس بارے میں استفسار کیا تو اس نے اسے ٹال دیا لیکن اسکے اس استفسار سے اسے یہ اندازہ بخوبی ہو گیا کہ مکرّم انکے گھرانے کا ایک فرد بن چکا ہے اور اسے اپنے حوالے سے تو یہ صاف نظر آ ہی رہا تھا کہ مکرّم سے اسکا رشتہ صرف حسابی نہیں ہے۔ اس نے طے کر لیا کہ وہ مکرّم سے معاملات کو بہتر کرے گی خواہ اسمیں اسکے لئے شرمندگی کا پہلو ہو سو اب اسے اس بات کا سامنا ہمّت ہی سے کرنا تھا۔ اس نے اُسوقت اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اپنی بہتری کیلئے دعا کی۔

وہ ایک خوبصورت دن تھا جب ہلکی بارش ہو رہی تھی؛ مکرّم سے اسکے مکالمے کو ایک ہفتہ گزر چکا تھا اور اس کیلئے اسکے پیغام کو قبول کرنے کا یہ آخری دن تھا۔ اس نے ارادہ کر لیا کہ وہ اسکے پیغام کو قبول کرے گی؛ وہ مَردوں سے دوری ضرور چاہتی ہے لیکن مکرّم سب سے الگ ہے؛ اس نے ہمیشہ اسے security فراہم کی ہے اور جتلایا بھی نہیں؛ رہی اسکی عمر تو وہ اُنکے رشتے میں ایسا کونسا بڑا مسئلہ ہے؛ اسکی طبیعت کی نیکی کے بعد اسکے پیغام کو رد کرنا نادانی کے مترادف ہے بلکہ اب وہ شکایتًا کوئی بات کہے تو وہ صبر سے کام لے گی؛ جیسے ہی یہ معاملہ خوش اسلوبی سے طے پا جائے گا، تب وہ امّی سے اسکا ذکر کرے گی۔ اپنے آپکو ذہنی طور پر تیار کر کے اس نے مکرّم کو اپنے یہاں آنے کی دعوت دے دی۔

مکرّم پریشان تھا کہ سارہ معاملات کو کسطرح لے کر چل رہی ہوگی اور سارہ کے call کرنے پر اسے بہت تسلّی ہوئی۔ اس نے پہلے تو اسکی طبیعت پوچھی اور پھر مزید کسی اور سوال کے، عصر کے بعد اسکے یہاں آنے کا عندیہ دیا۔ اس دوران وہ سوچتی رہی کہ کن الفاظ میں وہ اپنی بات کو بہتر طور سے پیش کر سکتی ہے لیکن آخر میں اس نے اس فکر کو اللہ تعالیٰ پر توکّل کر کے ذہن سے نکال دیا۔ مکرّم اپنی بات کے مطابق عصر کے فورًا بعد سارہ کے یہاں آ گیا اور پہلے کی طرح اس نے اسے اپنے کمرے ہی کی طرف بٹھایا۔ اس نے امّی اور ثانیہ کو وہاں آنے سے منع کیا تھا اور انہیں اطمنان دلایا تھا کہ وہ جلد وجہ بتلائے گی۔ اسے بات کو شروع کرنے میں دشواری پیش آرہی تھی تب مکرّم ہی نے ابتدا کی۔

مکرّم۔ آپ نے مجھے call کر کے اچھا کیا کیونکہ میں خود آپ سے کچھ ضروری بات کہنا چاہتا تھا؛ آپ اجازت دیں تو میں اپنی بات پہلے عرض کروں۔

سارہ نے اثبات میں اشارہ کیا اور کہا 'ضرور'۔

مکرّم۔ میں آپ سے اپنے درشت رویّے پر معذرت چاہتا ہوں؛ آپکا حق ہے کہ میرے پیغام کو reject کریں۔

سارہ۔ ہم سب انسان ہیں اور آپکا رویّہ نامناسب نہیں تھا؛ مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے۔

مکرّم۔ بہت شکریہ؛ اب آپ اپنا مدّعا عرض کریں۔

سارہ خاموش رہی تو اسکی معاملہ فہمی نے اسے بتلا دیا کہ وہ کچھ کہنے میں شرمندگی محسوس کر رہی ہے؛ اسکی بات لازمًا اس مکالمے سے تعلّق رکھتی ہے جو انکے درمیان واقع ہوا تھا؛ اس نے اس قیمتی موقعے سے فوری استفادہ کیا۔

مکرّم۔ دیکھئے، آپ نے میرے پیغام کو جسطرح reject کیا تھا اسکے بعد میرے لئے اسے دوبارہ پیش کرنا شرمندگی کا باعث ہے لیکن چونکہ آپکو جو وقت میں نے اسے قبول کرنے کیلئے فراہم کیا تھا، آج اسکا آخری دن ہے چنانچہ میں چاہوں گا کہ اب آپ اس پر ہمدردانہ غور کریں۔

سارہ بخوبی سمجھ گئی کہ مکرّم اسے بلانے کی وجہ جان گیا ہے اور اسکی شرافت اسے موقعہ دے رہی ہے کہ وہ بغیر شرمندگی کے اسے قبول کرنے کا عندیہ دے سکے۔

سارہ۔ جی؛ میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ آپکے پیغام کو قبول کر لوں لیکن آپ نے جو بات کہی تھی، اسی کے مطابق یہ عرض کر دوں کہ ہمارے درمیان یہ ایک معاہدہ رہے گا جسے اِن شاء اللہ ہم دونوں ہی نبھانے کی کوشش کریں گے؛ اسکے علاوہ کوئی توقّع نہ رکھیئے گا۔

مکرّم (مسکراتے ہوئے)۔ اِن شاء اللہ؛ نکاح کے یقیناً دو پہلو ہیں؛ وہ ایک معاہدہ بھی ہے جہاں دونوں کے بیچ عدل کا رشتہ رہنا چاہیئے سو لازم ہے کہ ہم ایک دوسرے کے حقوق بخوبی نبھائیں اور وہ محبّت کا بندھن بھی ہے۔ (کچھ توقّف سے؛ اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے)۔آپس کی محبّت تو احسان کا درجہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی سے مِل سکتا ہے؛ میں آپکا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے قبول کیا اور یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس رشتے میں ہم پر بہت رحمت کرے۔

سارہ۔ آمین؛ (کچھ توقّف اور ہلکے سے)؛ مکرّمی! آپکا بہت شکریہ۔ (پھر توقّف سے)؛ اور اب آپ اس کمرے میں کھڑکی کی جگہ دروازہ بنا دیں تاکہ ہمارے گھر یکجا ہو جائیں؛ یہ اِس شادی کی تقریب کیلئے بھی اچھا ہے۔

سارہ (اپنی بات جاری رکھتے ہوئے)۔ ہم خواتین کیلئے کھانے کا انتظام آپکی طرف رکھ لیتے ہیں اور مَردوں کیلئے قریب کے ہال میں؛ اُسے آپ دیکھئے گا۔

مکرّم۔ بہت مناسب۔ اوہ ہاں؛ آپکے حق مہر کے طور پر میں ساڑھے سات لاکھ روپے کا چیک آپکو ابھی دے دیتا ہوں؛ اگر یہ کم ہے تو بتا دیں، میں حاضر ہوں۔

سارہ (مسکراتے ہوئے)۔ لیکن یہ تو بہت زیادہ ہے؛ آپ روپے پیسے کے معاملے میں بہت بے فکر ہیں سو حرج نہیں اگر اسے کم کر دیں اور پلیز اسمیں سے اپنے قرض کی رقم بھی منہا کر لیں۔

مکرّم۔ اس معاملے میں تو کوئی رقم بھی کم ہے؛ بلکہ آپ نے میرا پیغام قبول کر کے مجھے اپنا مقروض کیا ہے؛ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان محبّت کا بندھن واقع کرے۔

مکرّم (اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے)۔ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ثانیہ کی شادی کے ایک ہفتے ہی میں ہمارا نکاح بھی سادگی سے انجام پا جائے؟

سارہ نے اس بات کا ایک ہلکی مسکراہٹ سے اثبات میں جواب دیا کہ 'یہ مناسب ہے'۔

مکرّم۔ براہِ کرم آپ اسکے بعد بھی ہفتے میں دو دن دکان پر accounts کیلئے آتی رہیں (پھر مسکراتے ہوئے) اور ظاہر ہے کہ ہمارے کھانے کا انتظام بھی اسی طرح جاری رہے گا؛ اِن شاء اللہ۔

اس دن سارا معاملہ مغرب سے پہلے پہلے خوش اسلوبی سے طے پا گیا سو یوں بھی ہے کہ انسان کبھی کسی بات کیلئے بہت پریشان ہوتا ہے لیکن وہ آسانی سے بن جاتی ہے اور ان دونوں کے درمیان تو یہ بات واقعی زیادہ تھی۔

اب وہ خوبصورت دن اپنی انتہا کی طرف جا رہا تھا کہ سورج ڈوبنے کے قریب تھا۔ باہر اُسوقت بھی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ ان دونوں ہی کو ایک اطمنان سا ہو رہا تھا کہ معاملات کو جس طرح سے طے پانا تھا سو الحمدُللہ وہ اسی طور سے طے پا گئے تھے۔ زندگی کتنا ہی آزمائے لیکن جب یہ اطمنان ہو کہ اللہ تعالیٰ معاملات کو بہتر کرے گا تب یقیناً ایسا ہوتا چلا جاتا ہے۔ انسان بھلائی پر رہ کر زندگی گزارے تو اسکے معاملات سنورتے چلے جاتے ہیں بلکہ جو کچھ مشکل نظر آتی ہے وہ بھی آخرِکار بھلائی لے کر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں دیر ہے، اندھیر نہیں۔

8:45 am, May 15, 2023

www.m-saleemdada.com

آخری بات

میں نے اس کہانی کو ۷ رمضان (۲۹ مارچ) کو شروع کر کے ۲۴ شوال (۱۵ مئی) کو ختم کیا؛ الحمدُ للہ۔ پوری کہانی سوائے اسکے آخری حصے کے، رمضان ہی میں لکھ لی تھی جبکہ اسکی رو کو تیز رکھا۔ اگر اسمیں تشنگی معلوم ہو تو معذرت دیجیئے گا کیونکہ خیالات کو منظّم انداز میں پیش کرنا آسان بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی کہانیوں میں مشرقی روایات کو نبھانے کی توفیق عطا کرے، خاص طور پر جہاں ڈراموں میں خواتین کے کرداروں کا عمل دخل ہو، وہاں تو اس بات کا خاص طور پر خیال رکھنے کی توفیق عطا کرے۔ یوں کہانی کے حسن میں اِن شاء اللہ اضافہ ہوگا، کمی نہ آئے گی۔ آمین۔